السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

:کی خدمت میں بھیجا سوال یہ ہے کہ   اب اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عشر کس چیز کے اعتبار سے نکالیں۔ گڑ کا وزن معتبر ہے یا گنا کا اس لئے میں ایک استفتاء مرتب کر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ صاحب

ہمارے اطراف میں گنا شوگر فیکٹریوں میں فروخت کردینے کا رواج ہے تو عشر کے لئے خود گنا میں نصاب ہے یا اس کے گڑ و شکر میں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

گنے میں وہی نصاب ہے جو اور غلہ جات گیہوں جو دھان مٹر چنے مسور ماش مونگ کا ہے البتہ میرے نزدیک گنے نصاب گڑ یا راب کے اعتبار سے معین کرنا راجح ہے۔ جس طرح (ماأخرجنا من الارض) رطب اور عنب ہے تمریة وزبیبة بعد میں عارضی ہوتی ہے مع ہذا نصاب میں اسی حالت ثانیہ کا اعتبار ہے نہ حالت اولی کا اس طرح (ماأخرجنا من الارض) گنا ہے اور قندیت اور شکریت فعل عبد سے اس میں حادث ہوتی ہے۔ پس یہاں بھی نصاب کے اعتبار میں اس کی حالت ثانیہ کا لحاظ ہونا چاہئے نام وشکل کا فرق مؤثر نہیں ہونا چاہئے اگر آپ کے اطراف میں گنا بارانی نہیں ہے بلکہ کنویں وغیرہ سے سیراب کرنے سے تیار ہوتا ہے اور پھر شوگر فیکٹریوں میں فروخت کردیا جاتا ہے اور خود گڑ یا راب نہیں بنایا جاتا ہے تو اس کا نصف عشر اس طرح نکال دیا جائے کہ گنے کی جتنی مقدار سے پختہ ساڑھے اکیس من گڑ یا راب تیار ہو سکتی ہے اتنی مقدار کا بیسواں حصہ قبل فروخت کرنے کے مصارف زکوة صرف کردیا جائے یا فروخت کر کے اس کے بیسیوں حصہ کی قیمت ادا کی جائے دونوں جائز ہے دوسری صورت کے حق میں بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

نوٹ: اس فتوی پر علماء ہند وپنجاب وعلماء پاکستان کے فتاوی اور ان کے دستخط ثبت ہیں۔

تخمینہ واندازہ:

اس فتوی میں اندازہ لگانے کا جو ذکر ہوا اس کے متعلق میں خاص طور پر کیمسٹ افسران سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ہر پختہ سو من گنا میں دس من گڑ تیار ہوتا ہے اور بارہ من پختہ راب اور کین ڈیپارٹمنٹ کے اسی ڈی او انسپکٹر صاحب سے ملنے پر معلوم ہوا کہ صوبہ یوپی میں اگر کولہو عمدہ بیل مضبوط اور قوی ہوں تو ان کے ذریعہ اچھی طرح رس نکالنے پر بھی سو من گنا دس سے زائد گڑ نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ کلام

پس تحقیق بالا کے مطابق ظاہر ہے کہ پختہ ساڑھے اکیس من گڑ پختہ دو سو پندرہ من گنا میں تیار ہوتا ہے جس کا بیسواں حصہ ایک تین سیر پختہ گڑ ہوا اور پختہ ساڑھے اکیس من راب پختہ پونے دو سو من گنا تیا ہوتا ہے بس ادنی نشاب پونے دو سو من گنا ہے اس پر عشر بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے اب خواہ گڑ اور راب کو عشر میں نکالئے یا اس کی قیمت کو حساب سے معاملہ یکساں ہوجاتا ہے اموال زکوة میں دونوں صورتیں صحیح ہیں البتہ مصارف کے حق میں قیمت کی ادائیگی بہتر ہے۔

ایک ضروری اتنباہ

عام طور سے سونا چاندی میں زکوة کا اور چوپایہ میں صدقہ اور پھلوں اور غلوں میں عشر کا اطلاق ہوگیا ہے حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے ان سب چیزوں میں مقدار واجب نکالنے کو زکوة سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔

(امام بیہقی لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ما من رجل یموت ویترک عنها غنما أو أبلا وبقر لم یؤدِ زکاتها الا جاء تها أعظم مایکون (فسمي الواجب في الماشية زكاة

یعنی جو شخص گائے اونٹ بکری کا زکوة نہ دے گا تو یہ جانور دن قیامت میں اور موٹی تازی ہو کر اس آدمی کو روندے گی اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے جانوروں میں واجب مقدار کے نکالنے کا نام زکوة رکھا اسی طرح پھلوں کے متعلق آں حضرت نے فرمایا کہ انگور کی زکوة میں منقی اور تازہ کھجور کی زکوة میں خشک نکالے جائیں گے۔ امام بیہقی لکھتے ہیں: فسمي العشر في الكرم والنخل زكاة پس پھلوں میں مقدار واجب یعنی عشر کو آنحضرت ﷺ نے زکوة سے تعبیر فرمایا۔ (سنن کبری بیہقی 7/5)

پس جو لوگ زکوة کے بارہ میں آئی ہوئی وعیدوں کو سن کر صرف چاندی سونا اور روپیہ کے زکاة کو زیادہ اہم سمجھتے ہیں اور عشر وصدقہ کو معمولی سمجھ کر تساہلی اور غفلت کرتے ہیں انک اس حدیث کی روشنی میں اچھی طرح معلوم کرلاینا چاہئے کہ پھلوں اور غلوں کے اند عائد شدہ مقدار واجب نکالنے کا نام بھی زکوة ہے البتہ اس کا دوسرا نام عشر اس پر غالب آگیا ہے ورنہ دار اصل یہ بھی زکاة الارض وزکاة الثاری ہی بہر حال عشر یا بلفظ دیگر زکاة کا غلہ ادا کرنا روپیہ وغیرہ کی زکوة کی طرح فرض عین ہے۔

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری]

جلد نمبر 2۔ کتاب الزکاۃ

صفحہ نمبر 44

محدث فتویٰ